فارقلیط کی تعبیرات: مسلم اور مسیحی علمی ورثے میں ایک تقابلی مطالعہ برائے فروغِ ہم آہنگی

Interpretations of the Periklytos: A Comparative Study in Muslim and Christian Intellectual heritage for the Promotion of Harmony

DOI: **https://doi.org/10.5281/zenodo.18525568**

[*] Dr. Hafiz Fayaz Ali

[**]Dr. Hafiz Aftab Ahmad

Abstract:

This study investigates the various interpretations of the Periklytos within Muslim and Christian intellectual heritage and examines how these understandings can contribute to fostering interreligious harmony. In Christian theology, the Periklytos primarily identified with the Holy Spirit in the Gospel of John, serves as a divine advocate, comforter, and guide for believers. In Islamic literature, however, classical and modern commentators have explored alternative interpretations, with some associating the Periklytos with prophetic references to the coming of the Prophet Muhammad (SAW), while others frame it within broader concepts of divine support and revelation.

Through a comparative analysis of scriptural sources, linguistic studies, early theological writings, and subsequent scholarly debates, this study highlights both the convergences and divergences in the ways Muslims and Christians have understood the Periclytos across history. It also situates these interpretations within their respective intellectual heritages, showing how historical interactions, polemics, and dialogue shaped the development of each tradition's perspective.

Key words: *Periklytos, Holy Spirit, Prophet Muhammad, Christian theology, Islamic hermeneutics, interfaith dialogue, Muslim-Christian relations, harmony.*

ادیان عالم کی تاریخ میں کچھ تصورات اور افکار ایسے پائے جاتے ہیں جو نہ صرف کسی ایک مذہبی روایت کی فکری تشکیل کا حصہ ہوتا ہے بلکہ بین الادیانی مکالمہ میں بھی مرکزی کردار ادا کرتے ہیں اسی طرح بین المذاہب مکالمے میں بشارات کا مطالعہ ہمیشہ سے ایک علمی موضوع رہا ہے۔ دنیا کے اکثر مذاہب کے دینی ادب میں یہ موضوع تحقیق کا حامل رہا ہے کہ وہ ایک 'مسیح موعود' یا 'مہدی' یا اس جیسے دیگر شخصیات کے آنے کی خوشخبری دیتے ہیں ۔ بنی اسرائیل کو بھی 'مسیح

[*]Post-doc fellow, Islamic Research Institute, International Islamic University Islamabad/Lecturer, Department of Islamiyat, University of Peshawar.

[**]Head, Department of Comparative Study of World Religions, Islamic Research Institute, International Islamic University, Islamabad.

موعود کے آنے کی خوشخبری دی گئی تھی۔ایک اور تصور بھی سامی مذاہب میں خصوصی طور پہ رہا ہے کہ ہر نبی نے اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دی ہے۔انہی خوشخبریوں میں سے ایک بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ''فار قلیط'' کے حوالے سے بھی ہے. ''فارقلیط'' وہ اہم نقطہ ہے جہاں مسلم اور مسیحی الہیات ایک دوسرے کے آمنے سامنے آتی ہیں ۔ مسیحی روایات اسے ان کے عقیدۂ 'تثلیث' کے تیسرے اقنوم یعنی ''روح'' سے جوڑتی ہے جبکہ مسلم روایات میں اسے خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی نوید قرار دیتی ہے جو آج سے تقریباً ساڑے چودہ سو سال قبل ظہور میں آچکا ہے۔ یہ تحقیق دونوں گروہوں کے استدلالات کا غیر جانبدارانہ اور تقابلی جائزہ لیتا ہے اور یہ کوشش کی جائے گی کہ یہ لفظ بین الادیان ہم آہنگی کے فروغ میں کس حد تک ممد اور معاون ہے؟ خصوصاً آج کے عالمگیریت کے دور میں جہاں تقریباً ہر سماج میں مختلف مذاہب وادیان اور تصورات رکھنے والے لوگ ایک ہی جگہ رہ رہے ہوتے ہیں اور ان کا الگ تھلگ ہونا بھی نہ صرف یہ کہ مشکل تصور کیا جاتا ہے بلکہ موجودہ دور میں محال بھی نظر آتا ہے تو ایسے حالات میں لفظ فارقلیط بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں کس حد تک مفید ہے اس مقالہ میں اس پہلو کو مبرہن کیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿قُلۡ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ تَعَالَوۡاْ إِلَىٰ كَلِمَةٖ سَوَآءِۭ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ أَلَّا نَعۡبُدَ إِلَّا ٱللَّهَ وَلَا نُشۡرِكَ بِهِۦ شَيۡـٔٗا وَلَا يَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِۚ فَإِن تَوَلَّوۡاْ فَقُولُواْ ٱشۡهَدُواْ بِأَنَّا مُسۡلِمُونَ٦٤﴾

''تو کہہ اے اہل کتاب آؤ ایک بات کی طرف جو برابر ہے ہم میں اور تم میں کہ بندگی نہ کریں ہم مگر اللہ کی اور شریک نہ ٹھہراویں اس کا کسی کو اور نہ بناوے کوئی کسی کو رب سوا اللہ کے پھر اگر وہ قبول نہ کریں تو کہہ دو گواہ رہو کہ ہم تو حکم کے تابع ہیں''[1]

فارقلیط بھی ''کلمہ سواء'' میں آتا ہے یعنی مسیحی دینی ادب میں اس کا ذکر آج تک موجود ہے اور دونوں ادیان کے مابین نفرت کی دیوارے اور باہمی چپقلش کو مٹا سکتا ہے۔ مسیحی سکالرز اگرچہ اس کی تفہیم اور تعبیرات دینی فریضہ کی بجائے اپنی خواہش اور مرضی کے مطابق کرتے ہیں اور مسلم محققین قرآنی استدلالات کے تناظر میں اس کا مصداق رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کو سمجھتے ہیں۔

اس تحقیق کا منہج ایسا ہوگا کہ اولاً انجیلی دروس اور قرآنی آیات کے تناظر میں دلائل دیئے جائیں گے کہ یہ لفظ اور اس کا معنی کن جگہوں میں الہامی (بالفاظ دیگر مخترع) صحیفوں میں موجود ہیں۔ثانیاً لسانی اور لفظی جائزہ لیا جائے گا، ثالثاً اس کا معنی ومفہوم واضح کیا جائے گا، رابعاً بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کس لحاظ سے اور کس حد تک معاون ثابت ہو سکتا ہے۔

دروس انجیل یوحنا کے روشنی میں

'' اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تُمھیں دُوسرا **مددگار** بخشے گا کہ ابد تک تُمھارے ساتھ رہے۔''[2]

"لیکن مددگار یعنی رُوحُ القُدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وُہی تُمہیں سب باتیں سِکھائے گا اور جو کچھ میں نے تُم سے کہا ہے وہ سب تُمہیں یاد دِلائے گا"[3]

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا جِس کو میں تُمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی رُوحِ حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا"[4]

"لیکن میں تُم سے سَچ کہتا ہُوں کہ میرا جانا تُمہارے لِئے فائِدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤُں تو وہ مددگار تُمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اُسے تُمہارے پاس بھیج دُوں گا۔ اور وہ آ کر دُنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قُصُوروار ٹھہرائے گا"[5]

"لیکن جب وہ یعنی رُوحِ حق آئے گا تو تُم کو تمام سَچّائی کی راہ دِکھائے گا۔ اِس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنیگا وُہی کہے گا اور تُمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہِر کرے گا۔ اِس لئے کہ مُجھ ہی سے حاصل کر کے تُمہیں خبریں دے گا"[6]

یہ چند وہ دروس (آیات بائبل) ہیں جو انجیل یوحنا میں خصوصی طور پر نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کے بارے میں حضرت عیسیٰؑ کی زبانی مذکور ہیں۔ اب قرآن مجید سے تین آیات کریمہ کے حوالے دیئے جاتے ہیں۔

﴿وَلَمَّا جَآءَهُمۡ كِتَٰبٞ مِّنۡ عِندِ ٱللَّهِ مُصَدِّقٞ لِّمَا مَعَهُمۡ وَكَانُواْ مِن قَبۡلُ يَسۡتَفۡتِحُونَ عَلَى ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا عَرَفُواْ كَفَرُواْ بِهِۦۚ فَلَعۡنَةُ ٱللَّهِ عَلَى ٱلۡكَٰفِرِينَ ٨٩﴾

ترجمہ: "اور جب پہنچی ان کے پاس کتاب اللہ کی طرف سے جو سچا بتاتی ہے اس کتاب کو جو ان کے پاس ہے اور پہلے سے فتح مانگتے تھے (حالانکہ اس کے قبل وہ (خود) بیان کیا کرتے تھے کفار سے [بیان القرآن از مولانا از اشرف علی تھانویؒ]) کافروں پر پھر جب پہنچا ان کو جس کو پہچان رکھا تھا تو اس سے منکر ہو گئے سو لعنت ہے اللہ کی منکروں پر"[7]

﴿ٱلَّذِينَ يَتَّبِعُونَ ٱلرَّسُولَ ٱلنَّبِيَّ ٱلۡأُمِّيَّ ٱلَّذِي يَجِدُونَهُۥ مَكۡتُوبًا عِندَهُمۡ فِي ٱلتَّوۡرَىٰةِ وَٱلۡإِنجِيلِ يَأۡمُرُهُم بِٱلۡمَعۡرُوفِ وَيَنۡهَىٰهُمۡ عَنِ ٱلۡمُنكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ ٱلطَّيِّبَٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيۡهِمُ ٱلۡخَبَٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنۡهُمۡ إِصۡرَهُمۡ وَٱلۡأَغۡلَٰلَ ٱلَّتِي كَانَتۡ عَلَيۡهِمۡۚ فَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِهِۦ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَٱتَّبَعُواْ ٱلنُّورَ ٱلَّذِيٓ أُنزِلَ مَعَهُۥٓ أُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡمُفۡلِحُونَ﴾

" وہ لوگ جو پیروی کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امیّ ہے کہ جس کو پاتے ہیں لکھا ہوا اپنے پاس توراۃ اور انجیل میں وہ حکم کرتا ہے ان کو نیک کام کا اور منع کرتا ہے برے کام سے اور حلال کرتا ہے ان کے لیے سب پاک چیزیں اور حرام کرتا ہے ان پر ناپاک چیزیں اور اتارتا ہے ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں جو ان پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی

رفاقت کی اور اس کی مدد کی، اور تابع ہوئے اس نور کے جو اس کے ساتھ اترا ہے وہی لوگ پہنچے اپنی مراد کو"[8]

﴿وَإِذۡ قَالَ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ يَٰبَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ إِنِّي رَسُولُ ٱللَّهِ إِلَيۡكُم مُّصَدِّقٗا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيَّ مِنَ ٱلتَّوۡرَىٰةِ وَمُبَشِّرَۢا بِرَسُولٖ يَأۡتِي مِنۢ بَعۡدِي ٱسۡمُهُۥٓ أَحۡمَدُۖ فَلَمَّا جَآءَهُم بِٱلۡبَيِّنَٰتِ قَالُواْ هَٰذَا سِحۡرٞ مُّبِينٞ﴾

ترجمہ:" اور جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس یقین کرنے والا اس پر جو مجھ سے آگے ہے توراۃ اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئے گا میرے بعد اس کا نام ہے **احمد** پھر جب آیا ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر کہنے لگے یہ جادو ہے"

فارقلیط کی لسانی (Philological) تحقیق

اس لفظ کے تلفظ میں ماہرین لغت کے چند اقوال مذکور ہیں۔

1. یہ زبان خالدیہ کا لفظ ہے جو بابل اور اس کے اطراف کی زبان تھی ، جس کو کلدیہ یا کلدانی بھی کہتے ہیں ۔یہ بات قرین قیاس اور قابل غور ہے کیونکہ بنی اسرائیل حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت سے قبل عرصہ دراز تک بخت نصر کے یلغار کی وجہ سے بابل کی اسیری میں وقت گزار چکے تھے تو ممکن ہے کہ بعض کی زبانوں میں کلدیہ یا کلدانی زبان کی امیزش موجود رہی ہو۔البتہ قرآن کریم کی روسے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قوم میں بھی نبی یا رسول بھیجا ہے تو وہ انہی کی زبان میں بھیجا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡۖ فَيُضِلُّ ٱللَّهُ مَن يَشَآءُ وَيَهۡدِي مَن يَشَآءُۚ وَهُوَ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ٤﴾

ترجمہ:" اور کوئی رسول نہیں بھیجا ہم نے مگر بولی بولنے والا اپنی قوم کی تاکہ ان کو سمجھائے پھر راستہ بھلاتا ہے اللہ جس کو چاہے اور راستہ دکھلاتا ہے جس کو چاہے اور وہ ہے زبردست حکمتوں والا"[9]

چنانچہ بنی اسرائیل کی اپنی زبان تو عبرانی تھی تو حضرت عیسٰی علیہ السلام بھی چونکہ اسرائیلی تھے تو یہ اس بات کا مسلم ثبوت ہے کہ اس کی زبان بھی عبرانی ہی ہو گی ۔

2. دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سریانی/ارامی زبان کا لفظ ہے۔

3. تیسرا قول یہ ہے کہ یہ عربی زبان کا لفظ ہے۔

4. اور چوتھا قول یہ ہے کہ یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے یہی لفظ اپنی زبان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشخبری کے طور پر استعمال کیا ہے۔

5. پانچواں قول یہ ہے کہ اصلاً اس لفظ کا اصل یونانی زبان ہے۔اس قول میں یہ تفصیل پیش نظر ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبان تو عبرانی ہی تھی البتہ جب انجیل کے تراجم یونانی زبان میں ہونے لگے تو بدیہی طور پر مترجمین نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے اس اسم یا لفظ کا ترجمہ یونانی زبان میں کیا ہوا ہوگا۔اسی کی طرف فوز الکبیر فی اصول التفسیر (از امام شاہ ولی اللہؒ) کے شارح مولانا خورشید انور قاسمی فیض آبادی نے ''الفوز العظیم ''میں اشارہ کیا ہے[10] اور رحمت اللہ کیرانویؒ نے اپنی کتاب ''اظہار الحق'' (2: 420- 421) میں اس حقیقت کو ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جس شخص کی تشریف آوری کی بشارت دی تھی چوتھے انجیلی (انجیل یوحنا) نے اس کے نام کا اپنی عادت کے مطابق یونانی میں ترجمہ کر ڈالا پھر عربی ترجمہ کرنے والوں نے یونانی لفظ کو معرب بنا کر فارقلیط بنا دیا۔[11]

فارقلیط لفظ کے تلفظ میں بھی فرق پایا جاتا ہے مسیحی دینیاتی ادب اور اسلامی دینی ادب میں اس کا انگریزی زبان میں ہجہ مختلف رہا ہے، مسیحی محققین کے ہاں اس لفظ کا تلفظ پیراکلوتس/ پیرا کلوتوس جس کا انگریزی ہجہ ''Paraklytos''(פאראקליטוס)آتا ہے جبکہ مسلم محققین کے ہاں اس لفظ کا تلفظ پیر کلوتوس جس کا انگریزی زبان میں ہجہ ''Parikclytos/ Pariclytos''(פריקליטוס)آتا ہے۔

مولانا عنایت رسول چِریّا کوٹی جو مسلمانوں میں عبرانی زبان ماہر سمجھا جاتا ہے، نے اپنی کتاب ''بشریٰ'' میں اس لفظ پر سیر حاصل تحقیق کی ہے جس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔'' 'فارقلیط/فرقلیطہ' یا 'پرقلیط/پرقلیطہ 'ہر قرأت میں یہ لفظ دو لفظوں سے مرکب ہے۔قرأت اول میں پہلے لفظ' فار/فرء' ہے دوسرا لفظ 'قلیط' ہے۔دوسری قرأت میں پہلا لفظ 'پرء' ہے یا 'پار' دوسرا لفظ 'قلیط' ہے۔اگر 'پر/پار' لے لیں تو اس صورت مین اس کا معنیٰ 'بوجھ اٹھانے والا' ، 'گورخر ' ہے۔انبیاء کرام کے سیاق وطرز کلام وبیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے معنی رسول اور مسیح کے بھی ہوتے ہیں۔تو' پرء'کا مطلب ہے ''بھاری بوجھ اٹھانے والا''اور یہ انبیاء کرام ہی ہوتے ہیں جس میں قوت ونبوت وسلطنت دونوں ہو تو وہ بھاری بوجھ اٹھاتے ہیں،دوسری قرأت میں جو'فار' یا 'پار' ہے،اس کے معنی ہیں'' مہذب، جمیل، حمید ، محمود، محمد۔ اسی مادہ سے پاران یا فاران بھی آتے ہیں شاید اس وجہ سے کہ وہ پرستش گاہ تھیں جو باعث رونق اور باعث تجلیات ہوا کرتی ہے۔

'قلیط 'کتابت تو اس کی ایسی ہے لیکن اس کی قرأت 'قلیطہ ' آتا ہے،اس کا مادہ 'قلط' ہے اور اس کے تین معانی ہیں۔

1. ایک پناہ لینا جس سے 'مقلاط 'نکلا ہے۔'مکلات ' کے اصل معنی ہے ''مأمن'' یعنی جائے پناہ البتہ عرف میں اس کے معنی حرم ہیں جہاں خون ریزی کرنا حرام وممنوع ہے۔ یہ لفظ عہد نامہ عتیق کی چوتھی کتاب کے باب نمبر 35 کے دیکھنے سے بخوبی ثابت ہو جائے گا اور یوشع بن نون کی کتاب میں بھی اس کا ذکر ہے۔

2. دوسرا معنی جمع کرنا یا اکٹھا کرنا ہے گویا یہ لقیطہ کا مقلوب ہے جو اس معنی میں کثیر الاستعمال ہے، چنانچہ عربی زبان میں یہ لفظ بھی اسی سے ماخوذ ہے۔ ہر قسم کی جمع کرنے کو کہتے ہیں خواہ وہ چیزیں ہوں یا پھل وغیرہ یا خواہ وہ آدمی ہو۔ لقطہ بھی اسی چیز کو کہتے ہیں جو اٹھانے کے قابل ہو، یا اس کو ایک جگہ اکٹھا کیا جاتا ہو۔

3. تیسرا معنی اس کے مجازی دِق کے ہیں لہذا قلیطہ کے معنی دق یعنی 'کوٹنے' کو کہتے ہیں۔

تو اس لفظ کے تین معنی قرار پاتے ہیں۔ امن، اجتماع اور دق

حضرت عیسٰی علیہ السلام نے جس شخصیت کی بشارت دی ہے یعنی فارقلیط/فرقلیطہ اس سے مقصود کیا ہے؟ تو قرأت اول کے موجب جب اسے فرقلیطہ پڑھیں گے تو اس کا معنی ہوا 'رسول مکہ' یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا اس سے مراد نہیں ہو سکتا اور دوسری قرأت میں اس کے معنی ہے۔ 'محمد مکہ' اب ان دو معانی کے علاوہ تیسرا معنی مراد لینا عبث تصور کیا جائے گا"[12]

اس معانی کا سرّ یعنی راز ایک دوسرے ذریعہ سے بھی ممکن بنایا جا سکتا ہے کہ جب اس لفظ کا حروف ابجد کی رو سے حساب لگایا جائے تو اس سے ہندسوں کا ایک ایسا مجموعہ آتا ہے جو حیران کن طور پر حروف ابجد کی رو سے رسول اکرم ﷺ کی کنیت سے بھی آتا ہے۔ ملاحظہ ہو

ہ	ط	ی	ل	ق	ر	ا	ف
5	9	10	30	100	200	1	80

اس کا مجموعہ آتا ہے۔(435)

بعینہ یہ ہندسہ رسول اکرم ﷺ کی کنیت "ابوالقاسم بن عبداللہ" سے بھی آتا ہے، اور ایک دوسرا سرّ رسول اکرم خاتم النبیین ﷺ کے فرمان میں بھی ہے

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا دَعَوْتُ هَذَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي"

ترجمہ: " انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بازار میں تھے۔ کہ ایک شخص نے پکارا یا اباالقاسم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا۔ (کیونکہ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہی تھی) اس پر اس شخص نے کہا کہ میں نے تو اس کو بلایا تھا۔ (یعنی ایک دوسرے شخص کو جو ابوالقاسم ہی کنیت رکھتا تھا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت تم اپنے لیے نہ رکھو"[13]

یعنی نبی اکرم ﷺ کے نام پر نام رکھنا جائز ہے البتہ کنیت پر نہیں، شاید یہی راز اس میں مضمر ہو کہ کوئی دوسرا اس کا مصداق نہ ٹھہرے اور منشائے الٰہی کے مطابق ہو۔ وہ راز ملاحظہ ہو۔

ا	ب	و	ا	ل	ق	ا	س	م	ب
1	2	6	1	30	100	1	60	40	2
ن	ع	ب	د	ا	ل	ل	ہ	435	
50	70	2	4	1	30	30	5		

یہ حسن اتفاق کہئے یا اور چیز، البتہ اس سے ایک حقیقت مبرہن ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک اہم شخصیت کی آمد کے بارے میں پیشن گوئی دی تھی۔ اور وہ اہم شخصیت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہے۔

مصداق کون؟

اس بارے میں رحمت اللہ کیرانویؒ نے اپنی کتاب ''اظہار الحق'' اردو ترجمہ ''بائبل سے قرآن تک'' میں سیر حاصل بحث کیا ہے اور بعض ایسے دلائل دیئے ہیں جس سے دنیا کا کوئی بھی معتدل اور منصف مزاج آدمی انکار نہیں کر سکتا۔ مثلاً ایک جگہ وہ لکھتا ہے

''کچھ لوگوں نے ظہور محمدی سے قبل اس امر کا دعوی کیا کہ لفظ فارقلیط کا مصداق ہم لوگ ہیں مثلاً دوسری صدی عیسوی میں مونٹنس (Montanus) نامی مسیحی نے جو بہت ہی بڑا متقی اور عبادت گزار آدمی سمجھا جاتا تھا، اشیائے کوچک میں کہ قریب دعویٰ کیا کہ 'حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس فارقلیط کے آنے کا وعدہ کیا تھا وہ میں ہی ہوں چنانچہ بہت سے لوگ اس پر ایمان لانے لگے' ۔ ولیم میور نے بھی اپنی تاریخ بزبان اردو کے باب 3 میں کچھ اسی طرح کا بیان نقل کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ فارقلیط کی آمد کا انتظار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد بڑی شدت سے کیا جارہا تھا اس لیے لوگ اس کا مصداق ہونے کا دعوی کیا کرتے تھے اور بہت سے لوگ ان کی دعویٰ کو قبول بھی کر لیتے تھے۔ سرسید احمد خان نے بھی اپنی کتاب 'خطبات احمدیہ' میں گاڈفری ہیکنس کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ مونٹینس کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے کچھ ہی پہلے ایک اور شخص نے بھی فارقلیط ہونے کا دعوی کیا تھا جس کا نام 'مینس' تھا''[14]

اس کلام سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی اہل کتاب ایک نبی کے آنے کے منتظر تھے چنانچہ حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے پاس جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک پہنچا تو اس نے فوراً کہا

''میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ وہی نبی ہے جن کے اہل کتاب منتظر تھے''

اسی طرح نبوت سے قبل ایام شباب میں بحیرہ نامی راہب سے ملاقات کرتے ہیں تو وہ رسول اکرم ﷺ میں آخری نبی ہونے کی جملہ علامات سمجھ لیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ آپ ﷺ کے چچا ابو طالب کو اپنے بھتیجے واپس بھیجنے کی تلقین کرتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے فارقلیط یا فارقلیطہ سے کون مراد ہو سکتا ہے؟ نیز نبوت کے پہلے ہی دن جب حضرت خدیجہؓ نبی کریم خاتم النبیین ﷺ کو اپنے چچازاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی تو ان کے تسلی دینے والے الفاظ (یہ تو وہی ناموس ہے) سے آپ ﷺ کو اپنی نبوت کا تیقن ہو گیا، یعنی ورقہ بن نوفل بھی جانتے تھے کہ آخری نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جس نبی کے آنے کی خوشخبری دی تھی وہ وہی ہے، اسلئے انہوں نے بھی فوراً آپ ﷺ کی تصدیق کر دی زندہ رہنے تک جب آپ ﷺ کو مکہ والے علاقہ بدر کرینگے تو ساتھ دینے اور حمایت کرنے کا وعدہ بھی کیا۔

اسی طرح قبطیوں کے سردار مقوقس کو بھی جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط مبارک پہنچا تھا تو انہوں نے اس بات کا اعادہ کیا کہ مجھ کو معلوم تھا کہ ایک نبی باقی ہے، جو آنے والا ہے مگر میرا خیال تھا کہ وہ ملک شام میں مبعوث ہو گا " مقوقس اگرچہ اسلام نہیں لایا مگر اپنے خط میں اس کا اقرار کیا تھا کہ مجھے یقین ہے کہ ایک نبی باقی ہے جو آنے والا ہے۔

مذکورہ بالا بحث سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو بات اپنی زبان عبرانی یا ارامی زبان میں فرمائی تھی وہ یونانی لفظ پیری کلوتوس (Periklytos) کے زیادہ قریب ہیں ۔ جس کا معنی ہے "پسندیدہ آدمی یا قابل تعریف آدمی"۔ عربی میں اس کا متبادل لفظ "محمد" ہی آتا ہے یعنی بہت زیادہ تعریف کیا گیا یا پسندیدہ۔ اس کے حق میں کچھ مضبوط دلائل ہیں۔ ایک تو مولانا عنایت رسول چریا کوٹی کی تحقیق ہیں جو عبرانی زبان پر سند کی حیثیت رکھتے تھے اور جو اوپر ذکر کی گئی ہے۔ دوسرے کچھ ایسے سکالرز ہیں جو پہلے مسیحی تھے البتہ بعد میں اسلام کی حقانیت کے قائل ہو گئے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ ان میں ایک انسلم ترمیڈا (Anselm Turmeda) جو ایک مسیحی پادری تھے اور جنہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد ایک کتاب تصنیف کی جو " **تحفة الأريب على رد اهل الصليب** " ہے، اس کتاب میں اس موضوع پر جامع اور سیر حاصل بحث موجود ہے۔

دوسرے محقق عبدالاحد داؤد جو ڈیوڈ عبدو بنجانیم کلدانی فرقے کے رومن کیتھولک پادری تھے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انہوں نے بھی ایک کتاب 'Muhammad in the Bible' تالیف کی ۔ وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ

"یونانی انجیل میں استعمال ہونے والا لفظ 'Parakletos' دراصل بعد کے نقول میں رائج ہوا جبکہ حضرت عیسی علیہ السلام کی اصل زبان ارامی/سریانی یا عبرانی کے اعتبار سے زیادہ درست لفظ 'Periklytos' ہیں جس کا معنی ہے "بہت زیادہ تعریف کیا گیا" یعنی قابل ستائش یا پسندیدہ ہستی۔ وہ وضاحت کرتے ہیں کہ یہی معنی عربی زبان میں لفظ "محمد" میں پایا جاتا ہے۔ وہ آگے لکھتے ہیں کہ اگر انجیل کے سیاق و سباق کو دیکھا جائے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس آنے والے شخصیت کی خبر دے رہے ہیں اس کی صفات یہ ہیں کہ وہ لوگوں کو پوری

سچائی کی طرف رہنمائی کرے گا، اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا، بلکہ جو سنے گا وہی پہنچائے گا، آئندہ پیش آنے والے امور کی خبر دے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کی تصدیق کرے گا۔"[15]

عبدالاحد داؤد کے مطابق یہ تمام اوصاف روح القدس کی بجائے ایک انسانی رسول پر زیادہ صادق آتے ہیں اور تاریخ میں یہ صفات کامل طور پر صرف حضرت محمد ﷺ کی ذات میں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ انجیل میں مذکور فرقالیط دراصل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بشارت ہیں۔

مسیحی دینی مصادر میں فراقلیط/پراکلیتوس (Paraklytos) سے مختلف معانی مراد لئے ہیں۔ ذیل میں اس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

مددگار، تسلی دینے والا، وکیل، شفیع (سفارش کرنے والا)، روح القدس[16]

مسئلہ یہاں یہ ہے کہ انجیل کا جس کسی بھی زبان میں ترجمہ ہوا ہے ہر کسی نے اپنے ذوق کے مطابق اس کا ترجمہ کیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

کوسٹن برگر (Kosten Berger) لکھتا ہے۔

اس اصطلاح کا ترجمہ خاص طور پر مشکل ثابت ہوا ہے، کیونکہ انگریزی زبان میں اس کا کوئی بالکل درست متبادل موجود نہیں ہے۔ زیادہ تر انگریزی بائبل تراجم اس لفظ کو مختلف انداز میں پیش کرتے ہیں۔ مثلاً

1. English Standard Version (ESV) نامی انجیل کے تمام مقامات پر "Helper" (مددگار) کا لفظ استعمال کرتی ہے اور یوحنا کے خط میں "Advocate" (وکیل/حامی)

2. American Standard Version (ASV) انجیل میں "Comforter" (تسلی دینے والا) اور خط میں "Advocate" استعمال کرتی ہے۔

3. Holman Christian Standard Bible (HCSB) انجیل میں "Counselor" (مشیر) اور پہلا یوحنا میں "Advocate" استعمال کرتی ہے۔

4. King James Version (KJV) بھی یہی طریقہ اختیار کرتی ہے، یعنی انجیل میں "Comforter / Counselor" اور خط میں "Advocate"۔

5. New International Version (NIV) انجیل میں "Counselor" اور خط میں محض "one" (ایک شخص) کہتا ہے۔

.6 اس کے علاوہ New American Standard Bible (NASB)، New English Translation (NET)، New Revised Standard Version (NRSV) اور New Living Translation (NLT) ان جملہ اناجیل کے نسخہ جات میں مذکورہ ملتے جلتے یا یکساں الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔[17]

اس کا ایک مفہوم "Helping Presence" (مدد کرنے والی موجودگی) کا بھی لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں یہ مفہوم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیلئے روح القدس (حضرت جبرئیلؑ) کے حوالے سے آیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے

﴿وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنۢ بَعْدِهِۦ بِٱلرُّسُلِ ۖ وَءَاتَيْنَا عِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ٱلْبَيِّنَٰتِ وَأَيَّدْنَٰهُ بِرُوحِ ٱلْقُدُسِ ۗ أَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُولٌۢ بِمَا لَا تَهْوَىٰٓ أَنفُسُكُمُ ٱسْتَكْبَرْتُمْ فَفَرِيقًا كَذَّبْتُمْ وَفَرِيقًا تَقْتُلُونَ٨٧﴾

ترجمہ: "اور بیشک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب اور پے در پے بھیجے اس کے پیچھے رسول اور دیئے ہم نے عیسیٰ مریم کے بیٹے کو معجزے صریح اور قوت دی اس کو روح پاک سے پھر بھلا کیا جب تمہارے پاس لایا کوئی رسول وہ حکم جو نہ بھایا تمہارے جی کو تو تم تکبّر کرنے لگے پھر ایک جماعت کو جھٹلایا اور ایک جماعت کو تم نے قتل کر دیا"[18]

مذکورہ بحث سے معلوم ہوتا ہے کہ فارقلیط لفظ کے جو معانی مسیحی محققین بیان کرتے ہیں وہ سارے مفاہیم رسول اکرم ﷺ پر صادق آتے ہیں۔ یعنی وہ وکیل بھی ہے، شفیع المذنبین بھی ہیں، تسلی دینے والا بھی ہے، مددگار بھی ہے، یہ صفات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد اس پر صادق نہیں آتے اور نہ روح القدس یعنی حضرت جبرئیلؑ پر صادق آتے ہیں۔ اصل میں اس لفظ کا اطلاق مسیحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تب صادق کرتے ہیں جب ان کے عقیدے کے مطابق یسوع مسیح کو صلیب پر چڑھانے کے بعد دفن کیا گیا اور تین بعد وہ زندہ ہو گئے تو تب انہوں نے اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دی تھی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے ہو سکتا ہے؟ اور نہ اس کا مصداق حضرت جبرئیلؑ ہو سکتا ہے کیونکہ انجیل یوحنا میں ضمائر میں He/him استعمال ہوئے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ آدمی ہی ہو گا نہ نور سے پیدا کیا گیا فرشتہ۔

فارقلیط کی تعبیرات

انجیل یوحنا کا بیانیہ	مسیحی تعبیر	مسلم تعبیر
وہ تمہیں سچائی کی راہ دکھائے گا	روحانی الہام (مکاشفہ)	شریعت محمدی اور نزول قرآن
وہ دنیا کو گناہ پر ملزم کرے گا	ضمیر کی آواز	کفر اور شرک کے خلاف عالمی انقلاب
وہ میرے بارے میں گواہی دے گا	چرچ کی تعلیم	قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کی برأت اور عظمت کا تذکرہ

تمہارے پاس سے میرا جانا ضروری ہے	رفع (صعود) عیسیٰؑ	ایک نبی کے بعد دوسرے نبی کے آنے کا قانون
وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا	حضرت عیسیٰؑ کا رعب	قرآن میں رسول اکرم ﷺ کی زبانی حضرت عیسیٰؑ کی صفات کا بیان (اوصاف حمیدہ کا ذکر)
وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سُنیگا وُہی کہے گا	مکاشفہ کی تائید	نزول وحی کا اثبات، اتباع ھویٰ کی نفی
دنیا کو گناہ اور عدل کے بارے میں قائل کرے گا	مشنِ عیسیٰؑ	رد شرک والحاد اور اثبات توحید

فارقلیط اور بین المذاہب ہم آہنگی

مشترکہ نکات

اگرچہ دونوں مذاہب میں تعبیر مختلف ہے، لیکن دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ پیریکلوتوس:

الٰہی ہدایت کی علامت ہے۔

اخلاقی اصلاح کا ذریعہ ہے۔

حق، عدل اور راست بازی کی دعوت دیتا ہے۔

انسانیت کے لیے تسلی اور امید کا پیغام ہے۔

شفیع المذنبین ہے۔ (خصوصی طور پر قیامت کے دن)

فارقلیط کا لفظ ''کلمہ سواء'' (Common Word) کی مانند ہے۔ (اسلام در حقیقت حضرت عیسیٰؑ کے لائے ہوئے دین کا تسلسل ہے یہ الگ بات ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے پیروکاروں نے بعد میں اس کا نام تبدیل کر کے مسیحیت سے موسوم کیا، نام جو کوئی بھی ہو، اگر ایمان باللہ وایمان بالاخرۃ (اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب) اور اعمال صالحہ کے ساتھ موجود ہیں تو یہ نجات یافتہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَٱلَّذِينَ هَادُواْ وَٱلنَّصَٰرَىٰ وَٱلصَّٰبِـِٔينَ مَنۡ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡأٓخِرِ وَعَمِلَ صَٰلِحٗا فَلَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ عِندَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ ٦٢﴾ '' بیشک جو لوگ مسلمان ہوئے اور جو لوگ یہودی ہوئے اور نصاریٰ اور صائبین جو ایمان لایا (ان میں سے) اللہ پر اور روز قیامت پر اور کام کئے نیک تو ان کے لیے ہے ان کا ثواب ان کے رب کے پاس اور نہیں ان پر کچھ خوف اور نہ وہ غمگیں ہوں گے ''[19] اس لئے اس لفظ کو کلمہ سواء کی بنیاد پر باہمی ہم آہنگی کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عبد اللہ بن سلام،

وہب بن منبہ اور کعب احبار وغیرہ کبار صحابہ کرام اگرچہ اہل کتاب تھے البتہ مسلمان ہو کر حضرت عیسیٰؑ کی بشارت کی تائید کی۔

یہ مشترکہ اقدار بین المذاہب مکالمے کے لیے مضبوط بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

فارقلیط اور مشترکہ اخلاقی اقدار

بین المذاہب ہم آہنگی کا سب سے مضبوط پیمانہ وہ مشترکہ اخلاقی اقدار ہیں جو مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے دلوں میں یکساں طور پر پائی جاتی ہیں۔

سچائی اور راہنمائی

ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو سچائی کی تلاش اور راہنمائی کی تلقین کرتا ہے۔ فارقلیط کا تصور وہ رہنما جو سچائی کی رہنمائی کرے ان اقدار سے مطابقت رکھتا ہے۔

عافیت، شفقت اور مدد

مسلمان، مسیحی، یہودی اور دیگر مذہبی روایات میں انسانیت سے محبت، دوسروں کی مدد اور رحم دلی کو اہم مقام دیا گیا ہے۔ فارقلیط کے معنی (مددگار/مشیر) اسی روح کے عین مطابق ہیں۔

انصاف اور برابری

انصاف کی فراہمی، ظلم کے خلاف آواز اٹھانا اور عوام کے حقوق کا تحفظ تمام مذاہب کی تعلیمات میں موجود ہے۔ فارقلیط کا تصور رہبری، انصاف پسندی اور حق کی تائید کے ساتھ مربوط ہو سکتا ہے۔

احترام علم

مسیحی روایت کے "روحانی مددگار" اور مسلم روایت کے "رحمۃ للعٰلمین" دونوں کا مقصد انسانیت کی فلاح ہے۔

بین المذاہب ہم آہنگی کا فروغ

فارقلیط کے تصور کو مثبت انداز میں استعمال کر کے دونوں مذاہب کے درمیان باہمی ہم آہنگی کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔

الٰہی ہدایات کے تسلسل کو اجاگر کیا جا سکتا ہے نہ کہ تصادم کو۔

فارقلیط لفظ کو بطور پُل استعمال کر کے ہم مناظرہ سے مکالمہ کی طرف آسکتے ہیں۔

مکالمے کو مناظرانہ اسلوب سے نکال کر اخلاقی و انسانی پہلو کی طرف لایا جا سکتا ہے۔

پاکستان جیسے خصوصاً پشاور میں جہاں مذہبی عدم برداشت کافی زیادہ ہے، ماحول میں پُرامن بقائے باہمی کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

خود پشاور کے اندر مسیحیوں کے تینوں کلیسا (کیتھولک، پروٹسٹنٹ اور آرتھوڈکس) مسیحی رہتے ہیں، جن کے درمیان فکری طور پر بُعد پایا جاتاہے، کے درمیان باہمی آہنگی پیدا کیا جاسکتا ہے۔

مذہبی تنگ نظری میں کمی آتی ہے۔

ایک دوسرے کے عقائد کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

مشترکہ انسانی مقاصد کے لیے مذہبی طبقات کو قریب لایا جاسکتا ہے۔

سماجی فلاح وبہبود کے منصوبوں میں فارقلیط کے تصور کو بطور رہنمائی شعار اختیار کر کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو ایک مقصد کے تحت متحد کر سکتے ہیں۔

مذہبی تعلیمات میں فارقلیط جیسے مشترکہ تصورات کو شامل نصاب کر کے نوجوان نسل میں اشتراکِ فکر کو پروان چڑھا سکتا ہے۔

جب ہم فارقلیط کو صرف ایک لفظ کے طور پر نہیں بلکہ ایک باہمی انسانی قدر کے طور پر سمجھتے ہیں، تو ہم اپنے اختلافات کے باوجود دوسروں کے ایمان اور عقیدے کا احترام کرنا سیکھتے ہیں۔

بین المذاہب کانفرنسز، ورکشاپس اور سیمینارز میں فارقلیط کو موضوعِ بحث بنا کر ہم مختلف مذہبی روایات کے مذہبی رہنماؤں، علماء اور عوام کو مشترکہ فکری پلیٹ فارم فراہم کر سکتے ہیں۔

قصہ مختصر زیرِ نظر تحقیقی مطالعے کے تناظر میں "فارقلیط" کی تعبیرات کا تجزیہ کرنے کے بعد درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔

❶ لغوی وسعت اور معنوی ربط:

لغوی تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ یونانی لفظ Parakletos اور اس کے ہم وزن متبادل Periklutos (احمد/محمد) کے درمیان پایا جانے والا قریبی تعلق محض اتفاقی نہیں ہے۔ یہ لفظی تنوع اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ قدیم صحیفوں میں ایک ایسی ہستی کی آمد کی بشارت موجود تھی جو حق اور باطل کے درمیان حتمی امتیاز پیدا کرے گی۔

❷ صفاتی مماثلت:

مسیحی روایت میں فارقلیط کی بیان کردہ صفات مثلاً "دنیا کو گناہ اور عدل کے بارے میں قائل کرنا"، "سچائی کی طرف مکمل رہنمائی" اور "آنے والے واقعات کی خبر دینا" نبی اکرم ﷺ کی سیرت اور قرآنی تعلیمات میں اپنے عروج پر نظر آتی ہیں۔ یہ مماثلت ثابت کرتی ہے کہ دونوں مذاہب کے بنیادی مآخذ ایک ہی الٰہی سرچشمے سے جڑے ہوئے ہیں۔

❸ تصادم کے بجائے تسلسل:

تحقیق سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فارقلیط کی بحث کو ''مسیحیت بمقابلہ اسلام'' کے تناظر میں دیکھنے کے بجائے ''مسیحیت کا تکملہ بذریعہ اسلام'' کے طور پر دیکھنا زیادہ تعمیری ہے۔ یہ تصور بین المذاہب ہم آہنگی کے اس قرآنی اصول کی تائید کرتا ہے کہ تمام انبیاء ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں۔

❹ مکالمے کے لیے علمی بنیاد:

عصرِ حاضر کے تناظر میں، فارقلیط کا موضوع مذہبی مناظروں (Religious Polemics) کے بجائے علمی مکالمے (Intellectual Dialogue) کی بہترین بنیاد بن سکتا ہے۔ یہ لفظ مسلمانوں اور مسیحیوں کو اس مشترکہ ذمہ داری کی یاد دلاتا ہے کہ وہ دنیا میں ''روحِ حق' (Spirit of Truth) کے نفاذ اور عدل و انصاف کے قیام کے لیے مل کر کام کریں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ''فارقلیط'' کی تعبیرات میں پایا جانے والا علمی اختلاف در حقیقت ایک ''خوشگوار تنوع'' ہے، جو فریقین کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور مشترکہ انسانی و اخلاقی اقدار کی ترویج کا موقع فراہم کرتا ہے۔ ''فارقلیط'' کی بحث کو مناظرانہ رنگ دینے کے بجائے اگر ایک ''عالمی اخلاقی وعدے'' کے طور پر دیکھا جائے، تو یہ عصرِ حاضر میں مذہبی منافرت کے خاتمے، باہمی احترام اور بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ میں ایک کلیدی پل کا کردار ادا کر سکتی ہے۔ یہ ہستی [فارقلیط] اپنی علامتی اور حقیقی معنویت میں عالمی امن اور مذہبی رواداری کا استعارہ ہے۔

مصادر و مراجع

[1] سورۃ آل عمران 3: 64
Surah Aal-e-Imran 3:64

[2] انجیل یوحنا 14: 16
Injeel Yohanna 14:16

[3] ایضاً 14: 26
Ibid., 14:26

[4] ایضاً 15: 26
Ibid., 15:26

[5] ایضاً 16: 7-8
Ibid., 16:7-8

[6] ایضاً 16: 13-14
Ibid., 16:13-14

[7] سورۃ البقرۃ 2: 89
Surah Al-Baqarah 2:89

[8] سورۃ الاعراف 7: 157

Surah Al-A'raf 7:157

[9] سورۃ ابراہیم 14: 4

Surah Ibrahim 14:4

[10] الفوز العظیم ص 149

Al-Fawz al-'Azim, p. 149

[11] بائبل سے قرآن تک 3: 324

Bible se Qur'an Tak, vol. 3, p. 324

[12] بشریٰ، عنایت رسول چریاکوٹی ص 22تا26

Bushra, Inayat Rasool Charyakoti, pp. 22–26

[13] صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب ما ذکر فی الاسواق- رقم الحدیث 2120- صحیح مسلم، کتاب الاداب، باب النهي عن التكني بابي القاسم وبيان ما يستحب من الاسماء، رقم الحدیث 2131 (5586)

Sahih al-Bukhari, Kitab al-Buyu', Bab ma dhukira fi al-Aswaq, Hadith no. 2120
Sahih Muslim, Kitab al-Adab, Bab al-Nahy 'an al-Takanni bi Abi al-Qasim wa Bayan ma Yustahab min al-Asma', Hadith no. 2131 (5586)

[14] بائبل سے قرآن تک 3: 326

Bible se Qur'an Tak, vol. 3, p. 326
Muhammad in the Bible, Abdulahad Daud. Page #203 15

[16] تفسیر الکتاب 3: 285، چرچ سیمینار فاؤنڈیشن 2004ء

Tafsir al-Kitab, vol. 3, p. 285, Church Seminar Foundation, 2004
Encountering John: The Gospel in Historical, Literary, and Theological Perspective by Kosten Berger: Page # 17 157, Baker Books 1999
Encountering John: The Gospel in Historical, Literary, and Theological Perspective, Kosten Berger, p. 157, Baker Books, 1999

[18] سورۃ البقرۃ 2: 87، 254

Surah Al-Baqarah 2:87, 254

[19] سورۃ البقرۃ 2: 62

Surah Al-Baqarah 2:62